خطبۂ افتتاحیہ

ریاستی دینی تعلیمی کانفرنس لکھنؤ

منعقدہ

۲۲، ۲۳ جون سنہ ۱۹۷۵ء

از

مولانا منت اللہ رحمانی صاحب

امیر امارت شرعیہ بہار واڑیسہ

شائع کردہ

دفتر مجلس استقبالیہ

۹۹- گوئن روڈ لکھنؤ

خطبۂ افتتاحیہ

ریاستی، دینی، تعلیمی کانفرنس، لکھنؤ

منعقدہ ۲۲، ۲۳ جون ۱۹۷۵ء

از

مولانا منت اللہ رحمانی صاحب

امیر امارت شرعیہ بہار و اڑیسہ

مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین
وعلی الہ واصحابہ اجمعین

امابعد، صدر محترم، حضرات اراکین دینی تعلیمی کونسل اور میرے بزرگو دوستو!

آپ کا یہ اجتماع امت کی ضرورت اور اپنی افادیت کے لحاظ سے اہم ترین اجتماع ہے آپ نے ایسے اہم تعمیری اجتماع کے افتتاح کے لئے مجھ جیسے بے بضاعت شخص کا انتخاب فرما کر مجھے جو شرف و مجد بخشا ہے اس کے لئے میں آپ سبھوں کا سپاس گذار ہوں۔

اسلام نام ہی علم کا ہے

حضرات! دینی تعلیم کا مسئلہ اس امت کے لئے سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ ہے دین و علم اور اسلام و تعلیم ایک دوسرے کیلئے لازم ہیں بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ دین و اسلام نام ہی علم کا ہے تو زیادہ صحیح ہوگا، اسلام علم کے بغیر مذہب نہیں اور دین تعلیم کے بغیر دین نہیں کہلا سکتا یہ احسان و سلوک جسے دین کا خلاصہ اور اسلام کی روح بتایا جاتا ہے، ابتدائی چند اعمال کے بعد علم و فکر اور انکشاف کے سوا کیا ہے؟

قرآن مجید اور احادیث کا مطالعہ بتلاتا ہے کہ اسلام نے علم کو سب سے اونچا مرتبہ دیا ہے اسلام میں علم کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہے اور علم ہی کو تمام چیزوں کی اساس و بنیاد قرار دیا گیا ہے اسلام میں علم و تعلیم کا جو مقام ہے وہ کسی اور "شئے" کو حاصل نہیں۔

علم نہ ہوتا تو انسان کو منصب خلافت نہ ملتا

خلق و آفرینش کے لحاظ سے سب سے پہلے انسان سیدنا حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیغمبری اور خلافت ارضی علم ہی کی بنیاد پر ملی، یہ خاکی پتلا خلق کے بعد علم سے خالی تھا، حق تعالیٰ نے پہلے علم عطا فرمایا پھر خلافت سے سرفراز کیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ علم نہ ہوتا تو پھر انسان کے حصہ میں زمین کی خلافت اور ساری مخلوق پر شرف و مجد نہ آتا، وعلم آدم الاسماء کلہا

سب سے پہلے انسان اور سب سے پہلے پیغمبر کو اس طرح علم سے نوازا گیا اور سب سے آخری پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر جہالت کا دور ختم کیا گیا اور قیامت تک

کے لئے علم کا دروازہ کھول دیا گیا کہ اب جو کچھ بھی علمی ترقیاں ہوں گی اور انسان جس قدر بھی نے علوم وانکشافات سے سرفراز کیا جائے گا، وہ طفیل وصدقہ ہوگا، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

حضورؐ معلم ہیں اور ساری امت متعلم

بعثت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد، جو سب سے پہلے وحی حق تعالیٰ کی طرف سے آپ پر آئی، وہ پڑھنے اور لکھنے ہی کی وحی ہے۔ نبی امیؐ سے کہا جا رہا ہے اقرأ پڑھیے، اس لئے کہ آپ کو جس منصب پر سرفراز کیا جا رہا ہے وہ تو علم اور تعلیم ہی کا منصب ہے آپ کو پڑھنا ہوگا اور پھر پڑھانا ہوگا خود تعلیم حاصل کرنا ہوگی اور انسانوں کو تعلیم دینی ہوگی آپ کا معلم حق تعالیٰ ہوگا اور آپ اس کے متعلم اور پھر آپ انسانیت کے معلم ہوں گے اور ساری دنیا آپ کی شاگرد اور متعلم ہوگی۔ اسی لئے آپ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا، بعثت معلماً، میں تو اسی واسطے مبعوث کیا گیا ہوں کہ سبھوں کو تعلیم دوں اور پڑھاؤں۔ ان حالات میں اگر یہ کہا جائے تو صحیح ہوگا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلم اور استاد ہیں اور پوری امت مسلمہ متعلم اور شاگرد

اسلام میں علم وقلم کا مقام

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دین ومذہب میں تو ذکر وفکر ہی کو سب سے اونچا مقام حاصل ہونا چاہیے اور اہل علم کے مقابلہ میں ذاکرین کا مرتبہ بلند ہونا چاہیے، لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے آپ ناواقف نہ ہوں گے۔ ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک عالم ہزاروں عابدوں پر بھاری ہے۔ طلب علم کی راہ میں نکلنے والوں کے متعلق ارشاد ہوا کہ جو حصول علم کے لئے نکلتا ہے اس کے ہر قدم کے نیچے فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں اس پر نازل ہوتی ہیں دین کی تعلیم دینے والوں کے متعلق ارشاد ہوا کہ جو لوگ معروف کی تعلیم دیتے ہیں ان کے لئے مچھلیاں پانی میں پرندے آشیانوں میں چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں دعائیں کرتی ہیں ـــــــ اس سلسلہ میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا استحصار مقصود نہیں ہے۔ صرف یہ بتلانا ہے کہ علم وقلم اور تعلیم وتعلم کا مقام اسلام میں کتنا اونچا اور بلند ہے اور پھر قرآن کریم نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد ہی تلاوت

آیات، تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیۂ نفس بتلایا ہے هو الذی بعث فی الامیین رسولا
منهم یتلوا علیهم ایاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة

ہمیں زندہ رہنا ہے تو اپنی تمام تر ملی خصوصیات کے ساتھ

مذکورہ بالا ارشادات سے اس نتیجہ پر نہایت آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے کہ مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں، خود ان کے لئے اور ان کے بچوں کے لئے دینی تعلیم اور اسلامی تربیت ایک بنیادی مسئلہ ہے جسے کسی وقت اور کسی قیمت پر بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ امت محمدیہ کا ہر فرد جس طرح اپنے بچوں کے لئے ان کی زندگی اور بقا کی خاطر خوراک و پوشاک کا نظم کرتا ہے اور صغر سنی تک اپنے بچوں کو کھلانا اور پہنانا اپنا اولین فریضہ سمجھتا ہے، ٹھیک اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کی ضرورت کو محسوس کرنا ہوگا، کہ اس کے بغیر ہماری اولاد اور نسل کا ملی وجود باقی نہیں رہ سکتا خاص کر ہمارے ملک میں جو صورت حال پیدا ہے اس کے پیش نظر دینی تعلیم سے متعلق ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھی ہوئی ہیں۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ یہاں مسلمانوں کو بحیثیت ایک ملت کے ختم کر دینے اور ان کے ملی وجود کو فنا کر دینے کی کوششیں مختلف راستوں سے کی جا رہی ہیں، ہمارے کرم فرما اس پر راضی ہو چکے ہیں کہ ہمارے جسم و جان کو بخش دیں لیکن ہمارا ملی وجود اور ہماری اسلامی زندگی جن بنیادوں پر قائم ہے اسے ختم کرنے کا انھوں نے تہیہ کر لیا ہے۔ میں بہت صاف طریقہ پر مسلمانوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری زندگی کا مقصد صرف اچھا کھانا، اچھا پہننا اور اچھے طریقہ پر رہنا نہیں ہے اگر ہمیں زندہ رہنا ہے تو ان تمام خصوصیات کے ساتھ زندہ رہنا ہوگا جو اسلامی تعلیمات نے ہمارے لئے مقرر کی ہیں۔

مسلمان بھوکا رہ سکتا ہے مگر اپنے ملی وجود کو برباد ہوتا نہیں دیکھ سکتا

اسلام ایک مکمل مذہب ہے جو پیدائش سے شروع ہوتا ہے اور موت پر ختم ہوتا ہے۔ انسان کی طویل یا مختصر زندگی کے ہر موڑ پر اسلام کی ہدایتیں موجود ہیں اس کے احکام اجتماعی بھی ہیں اور انفرادی و عائلی بھی انھیں اسلامی احکام کی بنیاد پر امت کی تہذیبی خصوصیات اور معاشرتی امتیازات قائم ہوتے ہیں اور یہی خصوصیات دو قوموں کے درمیان فرق و امتیاز کا باعث ہیں، ایک مسلمان کبھی بھی اپنی خصوصیات اور امتیازات سے دست بردار نہیں ہو سکتا

ملازمتیں دے کر مسلمانوں کا پیٹ بھرا جا سکتا ہے انھیں پرمٹ، لائسنس اور ٹھیکے دے کر ان کے جسم کی پرورش کی جاسکتی ہے لیکن میں واضح طریقہ پر کہنا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے پاس پیٹ اور جسم کے سوا کچھ اور بھی ہے جو ان مادی چیزوں سے زیادہ قیمتی ہے اور وہ ان کا دین اور دین سے پیدا ہونے والے تہذیبی امتیازات اور ان کا ملی وجود ہے۔ مسلمان بھوکا رہ سکتا ہے لیکن وہ اپنے ملی وجود کو برباد ہوتا نہیں دیکھ سکتا، اپنی اولاد کے متعلق اس کی یہ خواہش بالکل حق بجانب ہے کہ اس کے اپنے اعتقادات، اپنے دینی تصورات اس تک منتقل ہوں، انسان کا یہ فطری حق ہے کہ باپ اپنی اولاد کو علم و فکر میں بھی اپنے ہی جیسا بنائے۔ یہ حق کوئی اس سے چھین نہیں سکتا، اگر چھینتا ہے تو وہ ظالم ہے۔ ظلم کو دفع کرنا اور ظالم کا مقابلہ کرنا بھی انسانی فریضہ ہے۔

سرکاری نصاب تعلیم کے ذریعہ ذہنی ارتداد اور تہذیبی نسل کشی

قوم و ملت ـــ جسم و جان اور اشخاص و افراد کے برباد ہونے سے ختم نہیں ہوتی اسی ملک میں ماضی قریب میں اس کا تجربہ کیا جا چکا ہے بے شمار افراد و اشخاص کی ہلاکت کے باوجود آج بھی یہ امت کروڑوں کی تعداد میں موجود ہے بلکہ ہر گھر پہلے سے زیادہ بھرا ہوا اور ہر محلہ پہلے سے زیادہ آباد و بارونق معلوم ہوتا ہے ـــ ہاں اگر کسی قوم کا علم و فکر اور اس کی تہذیب و معاشرت اس سے چھین لی جائے اور اس کا ذہن ہی بدل دیا جائے تو وہ امت اپنا وجود کھو بیٹھتی ہے اور ختم ہو جاتی ہے۔ آج آپ کے سامنے روس اس کی بہترین مثال ہے اسی تاشقند و سمرقند بخارا و ترمذ وغیرہ میں بڑے بڑے ائمہ کبار اولیاء اللہ، فقہا اور مایہ ناز محدثین گزرے ہیں امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ رحمہم اللہ کی اولاد و نسل کو ختم نہیں کیا گیا ان حضرات کی نسلیں آج بھی موجود ہوں گی لیکن نظام تعلیم ایسا نافذ کیا گیا جس نے ان محدثین اور فقہاء کی نسلوں کے ذہن بدل دیئے اور ان سے ان کا علم و فکر، جس پر ان کی تہذیب و معاشرت قائم تھی، چھین لیا، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان اکابرین دین کی اولادیں اور ان کی نسلیں اپنا ملی وجود کھو بیٹھیں، آج ہمارے ملک کی حکومت بھی اسی پالیسی پر گامزن ہے اس نے ہندوستان میں ایسا نظام تعلیم قائم کر رکھا ہے جس کے ذریعہ ہماری اولاد آسانی کے ساتھ ارتداد کا شکار ہو سکتی ہے، اسکولوں میں پڑھائی جانے

والی کتابیں غیر اسلامی عقائد و خیالات اور مشرکانہ روایات و تہذیب کی حامل ہیں اور اسکولوں کا ماحول قطعاً غیر اسلامی ہے اور تربیت کا انداز بھی ہمارے بچوں کو اسلام سے ناواقف ہی نہیں بلکہ اجنبی اور دور کرنے والا ہے اور ملک کے سیکولر ہونے کے باوجود کورس کی کتابوں میں ایک خاص مذہب کے عقاید و خیالات کو ترغیبی انداز میں پیش کیا گیا ہے اس صورت حال کا مقابلہ کرنا اور اپنی اولاد کو ارتداد سے محفوظ رکھنا ہمارا اولین اور سب سے اہم فریضہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ دینی تعلیمی کونسل ملت کے دردمند مخلص اور باشعور افراد نے اسی مقصد کی خاطر قائم کی ہے۔

دینی تعلیمی کونسل کی ذمہ داریاں

کام بڑا اہم، وسیع اور نازک ہے جو اخلاص، سعی پیہم اور وقت پر مناسب ایثار و قربانی کے بغیر انجام نہیں پاسکتا دینی تعلیم کے نظام کو ایک تحریک کے طور پر چلانا ہوگا سب سے پہلے امت کے ہر فرد کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت دینی تعلیم کی اہمیت، اس کی ضرورت اور اس کے اساسی مقام سے باخبر کرنا ہوگا تاکہ ہر کلمہ گو دینی تعلیم سے متعلق اپنی صحیح ذمہ داری کو محسوس کرے اور اپنے فرائض و واجبات میں اسے وہ مقام دے جس کی وہ مستحق ہے۔

دینی تعلیمی کونسل اس مقصد کی خاطر امکانی سعی کر رہی ہے، ہماری دعا ہے کہ حق تعالے اسے کامیابی سے ہم کنار کرے۔ آمین

موجودہ جارحانہ نظام تعلیم صرف اترپردیش ہی میں نہیں بلکہ پورے ملک میں نافذ ہے اس لئے ہمیں دینی تعلیمی نظام کو پورے ملک میں چلانا ہوگا اور ان نزاکتوں کو سامنے رکھنا ہوگا جو مختلف مسلک و مشرب کی بنیاد پر مسلمانوں کے درمیان موجود ہے۔

موجودہ نظام تعلیم کے برے اثرات اور خطرناک نتائج اتنے واضح اور کھلے ہوئے ہیں کہ کسی مسلک و مشرب کے حامل کو اس سے انکار ممکن نہیں، مجھے توقع ہے کہ ملت کی اس بنیادی خدمت میں تمام مسالک و مشارب متحد ہوں گے اور ہر ایک کا تعاون حاصل کیا جاسکے گا۔

کوٹھاری کمیشن کی رپورٹ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ دینی تعلیم کے مدرسے جن کا جال پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے اور جو حکومت کے اثرات سے آزاد ہیں انھیں بھی مختلف ولادینی

ذرائع سے مروجہ نظام تعلیم کے زیر اثر لایا جائے گا۔ اگر ایسا ہوا تو یہ سارے دینی مدارس جن پر مسلمانوں کے کروڑوں روپے سالانہ خرچ ہو رہے ہیں اپنی افادیت کھو بیٹھیں گے اس لئے ضرورت ہے کہ ان مدارس کو بھی منظم کیا جائے اور ایسی راہیں نکالی جائیں کہ یہ مدارس محفوظ رہ کر دینی تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دیتے رہیں۔

حضرات میں نے آپ کا وقت کچھ زیادہ لے لیا جس کے لئے معذرت خواہ ہوں اور بارگاہ ایزدی میں دعا کرتا ہوا رخصت ہوتا ہوں کہ وہ ہم سبھوں کو اس اہم دینی خدمت کے لئے ہمت، جرأت اور اخلاص عطا فرمائے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم مسلسل اس بنیادی اور تعمیری کام کے لئے جد و جہد کرتے رہیں اور اگر اس راہ میں کبھی کسی طرح کی قربانی پیش کرنے کا موقعہ ہو تو ہمارے قدم پیچھے نہ ہٹیں۔ حق تعالے نے جد و جہد کرنے والوں کو راہ دکھلانے کا وعدہ فرمایا ہے، ہماری کوششیں مقبول ہوں اور امت محمدیہ کی اولاد اور اس کی نسل کو مسلمان رکھنے میں کامیاب ہوں۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب